امیر خسرو دہلوی

ایک عظیم شاعر، عالم اور صوفی کی حیثیت سے حضرت امیر خسرو کے کارنامے مشہور زمانہ ہیں۔ ان کا لقب ''طوطیِ ہند'' ہے اور پورا نام ابوالحسن یمین الدین امیر خسرو۔ ان کے والد امیر سیف الدین محمود، ترکستان کے شہر کش کے رہنے والے اور ترک قبیلہ لاچین کے سردار تھے۔ وہ سلطان التتمش کے دورِ حکومت میں ہندستان آئے اور دہلی میں رہنے لگے۔ انھوں نے یہیں، بلبن کے وزیر جنگ کی بیٹی دولت ناز سے شادی کی۔ یہی دولت ناز امیر خسرو کی والدہ ہیں۔

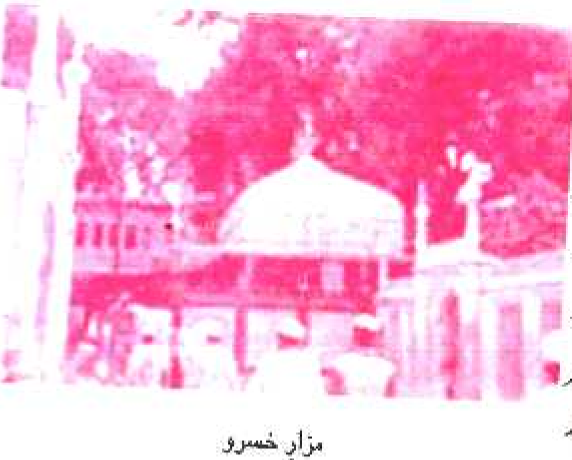

مزارِ خسرو

امیر خسرو کی ولادت ۶۵۱ھ میں، پٹیالی میں ہوئی۔

امیر خسرو نے ۲۰ سال کی عمر میں تعلیم سے فراغت حاصل کی اور اس کے بعد شاہی ملازمت سے منسلک ہو گئے، انھوں نے تین خاندان سے تعلق رکھنے والے سات بادشاہوں کا زمانہ دیکھا اور مختلف وقتوں میں مختلف معزز عہدے پر فائز رہے۔ ۷۰۱ھ میں محبوب سبحانی حضرت نظام الدین اولیاؒ سے، امیر خسرو کو بیعت کا شرف حاصل ہوا اور اپنے پیر و مرشد کی وفات کے چند مہینے بعد ۷۲۵ھ میں حضرت امیر خسرو بھی اس دنیا سے رخصت ہو گئے اور دہلی میں اپنے پیر و مرشد کی پائنتی میں آسودۂ خاک ہوئے۔

امیر خسرو ایک صوفی اور ایک قادر الکلام شاعر ہی نہیں، علم زبان کے بڑے ماہر بھی گزرے ہیں۔ انھیں فن موسیقی میں بھی بڑا کمال حاصل تھا۔ بحیثیت شاعر اگرچہ امیر خسرو کی مثنویاں بھی مشہور ہیں اور بحیثیت نثر نگار، ان کی تالیف ''اعجاز خسروی'' بھی ایک اہم یادگار ہے، لیکن ان کی اصل شہرت، ان کے غزلیہ کلام سے ہے۔ خسرو کے اسلوب کو ''سبک ہندی'' کا نام دیا گیا ہے۔ امیر خسرو کے دیوان اشعار پانچ حصوں میں ہیں (۱) تحفۃ الصغر (۲) وسط الحیوٰۃ (۳) غرۃ الکمال (۴) بقیۂ النقیہ (۵) نہایت الکمال۔

(۲)

غزل

بخوبی هم چو مه تابنده باشی
به ملک دلبری پاینده باشی

جفا کم کن که فردا روز محشر
بروی عاشقان شرمنده باشی

ز قید دو جهان آزاد باشم
اگر تو هم نشینِ بنده باشی

جهان سوزی اگر در غمزه آئی
شکر ریزی اگر در خنده باشی

به رندی و به شوخی هم چو خسروؔ
هزاران خانمان برکنده باشی

(امیر خسروؔ)

مشکل الفاظ کے معانی

ھم چو	=	مانند، مثل، جیسا
مہ	=	چاند
تابندہ	=	روشن
مُلکِ دلبری	=	محبت کی دنیا
جفا کم کردن	=	ظلم نہ کرنا
فردا	=	آنے والا کل
روزِ محشر	=	قیامت کا دن
بروی عاشقان	=	عاشقوں کے سامنے
قید	=	پابندی۔ مراد ہے: فکر، اندیشہ
ھم نشین	=	ساتھ بیٹھنے والا
بندہ	=	غلام
در غمزہ آمدن	=	ادا دکھانا
شکر	=	مٹھاس
شکر ریختن	=	مٹھاس بکھیرنا۔ مراد ہے: مسکرانا
خندہ	=	ہنسی
در خندہ آمدن	=	مسکرا دینا، ہنس دینا
رندی	=	مستی
خانمان	=	گھر بار
برکندن	=	اکھاڑ پھینکنا، اُجاڑ دینا
خانمان برکندن	=	گھر بار اُجاڑ دینا

غور کرنے کی باتیں

- غزل کا پہلا ہم قافیہ شعر ''مطلع'' اور آخری شعر جس میں عام طور پر شاعر کا تخلص بھی ہوتا ہے ''مقطع'' کہلاتا ہے۔ داخلِ نصاب غزل مطلع اور مقطع کے ساتھ ہے۔ یہ ایک ''مردّف'' غزل ہے یعنی اس میں قافیہ کے بعد ردیف بھی ہے۔
- ایسے ہم وزن الفاظ ''قافیہ'' کہلاتے ہیں جو اشعار کے آخر میں چند مخصوص قیدوں کے ساتھ لائے جائیں۔ مثلاً یہاں مطلع میں ''تابندہ'' اور ''پائندہ'' قافیہ ہے۔ قافیہ کی جگہ پر جو لفظ آتا ہے وہ عموماً اسم ہوتا ہے۔ قافیہ کا لفظ بدلتا جاتا ہے صرف اس کا آخری حرف یا آخری ٹکڑا نہیں بدلتا۔ ردیف، قافیہ کے بعد ہوتی ہے، ردیف اس لفظ یا ان الفاظ کو کہتے ہیں جو قافیہ کے بعد بار بار آئیں۔ ردیف کی جگہ پر آنے والا لفظ یا اس جگہ پر آنے والے الفاظ عموماً فعل ہوتے ہیں۔ اس غزل میں ''باشی'' ردیف ہے۔
- خسرو کی اس عاشقانہ غزل میں اُس کا روئے سخن محبوب کی طرف ہے۔ مطلع میں شاعر نے کہا کہ تم محبت کی دنیا میں سدا رہو کہ تم چاند کی مانند روشن ہو۔ اس مضمون کا مقصد محبوب کے حسن کی تعریف اور اسے درازیٔ عمر کی دعائیں دینا ہے۔ دوسرے شعر میں کہا گیا ہے کہ تم اپنے چاہنے والوں پر ظلم نہ کرو کہ اس کے لیے، کل قیامت کے دن تمھیں عاشقوں کے سامنے شرمندہ ہونا پڑے گا، اس کا مقصد محبوب سے شکایت کا اظہار اور اس کی مہربانی ڈھونڈنا ہے۔ تیسرے شعر میں خسرو نے محبوب سے کہا ہے کہ اگر تم میرے قریب بیٹھ جاؤ تو دونوں جہان کی فکر سے میں آزاد ہو جاؤں۔ اس کا مقصد محبوب کی نزدیکی کے اثرات دکھانا اور اس کی قربت طلب کرنا ہے۔ چوتھے شعر میں کہا گیا ہے کہ اگر تم ناز و ادا دکھاؤ تو دنیا کو جلا ڈالو گے اور مسکرا دو تو ہر طرف مٹھاس بکھر جائے گی یعنی خوشی چھا جائے گی۔ یہاں بھی شاعر محبوب کی بدلتی اداؤں کے اثرات ہی کو دکھانا چاہتا ہے۔ مقطع میں شاعر نے کہا ہے کہ مستی و شوخی سے تم نے، صرف خسرو نہیں بلکہ خسرو کی طرح ہزاروں کے گھر بار اُجاڑ دیے۔ یہ شعر بھی محبوب کی مستی کے اثرات دکھانے کی غرض سے ہی کہا گیا ہے اور شاعر نے یہ بتانا چاہا ہے کہ محبوب کی ادائیں کس طرح عاشق کو تڑپاتی اور دیوانہ بنا دیتی ہیں اور وہ اپنا سب کچھ لٹا دیتا ہے۔
- ایک چیز کو دوسری چیز کے جیسا بتانا ''تشبیہ'' ہے۔ مطلع اور مقطع میں اس کے استعمال کی مثال موجود ہے۔ ''ہم چون'' تشبیہ کا لفظ ہے۔
- ایک بات کو دوسری بات پر منحصر رکھنا ''تعلیق'' ہے۔ تیسرے اور چوتھے شعر میں اس کی مثال ملتی ہے، جس چیز

پر بات کو منحصر کیا گیا ہے اُسے لفظ ''اگر'' کے ساتھ بیان کیا گیا ہے کہ وہ بات ہوگی، تب پہلی بات ہو سکے گی۔

- شعر کی ایک خوبی یہ بھی ہے کہ اس کی نثر نہ بن سکے۔ یعنی مصرعے اور اس کے ٹکڑے، جملہ کی طرح ہوں۔ فعل آخر میں ہو جیسا کہ جملہ کی ترتیب ہوتی ہے۔ یہ خوبی اس غزل میں ''دوسرے شعر'' کے علاوہ ہر جگہ موجود ہے۔

معروضی سوالات

۱- امیر خسرو کا پورا نام کیا ہے؟

۲- امیر خسرو کہاں پیدا ہوئے؟

۳- امیر سیف الدین کون تھے؟

۴- امیر خسرو کی وفات کب ہوئی؟

۵- امیر خسرو کے پیر و مرشد کا نام بتائیے۔

۶- امیر خسرو کے طرز کو کیا کہا جاتا ہے؟

۷- امیر خسرو کا لقب کیا ہے؟

۸- دیوانِ خسرو کے کتنے حصے ہیں؟

۹- ''ہم چون'' کیا ہے؟

۱۰- غزل کا پہلا شعر کیا کہلاتا ہے؟

۱۱- خالی جگہوں کو بھریے:

- ردیف، قافیہ کے .... ہوتی ہے۔
- غزل کا آخری شعر .... کہلاتا ہے۔
- .... خسرو کا سالِ ولادت ہے۔
- محبوبِ الٰہی سے امیر خسرو .... تھے۔

ABDIEL SOLUTIONS ABSOL PATNA

تفصیلی سوالات

۱- غزل پر مختصر نوٹ لکھیے۔

۲- امیر خسرو کے حالات زندگی اور شاعری پر روشنی ڈالیے۔

۳- درج ذیل کے معنی لکھیے:

جفا کم کردن　　در غمزہ آمدن　　برکندن　　شکر ریختن　　درخندہ آمدن

۴- درج ذیل کی تعریف لکھیے:

تشبیہ　　تعلیق

۵- ''ردیف'' اور ''قافیہ'' کا فرق سمجھائیے۔

۶- تشریح کیجیے:

بخوبی ھم چو مہ تابندہ باشی
بہ ملکِ دلبری پایندہ باشی

ز قید دو جہان آزاد باشم
اگر تو ھم نشین بندہ باشی

مشق

۱- غزل کا مطلع زبانی یاد کیجیے۔

۲- کسی ایک شعر کا ترجمہ کیجیے اور اپنے استاد سے دکھلا کر اصلاح لیجیے۔

۳- غزل کا ترجمہ کیجیے اور اپنے استاد سے اصلاح لیجیے۔

ABDIEL SOLUTIONS ABSOL ★ PATNA ★

حضرت فردؔ پھلواروی

ہندستان اور بالخصوص بہار کے ممتاز فارسی شاعروں میں حضرت فردؔ پھلواروی کو نہایت احترام سے یاد کیا جاتا ہے۔ ان کا اصل نام شاہ ابوالحسن ہے اور عرفیت ''فرد الاولیا''۔ حضرت شاہ فردؔ پھلواروی کی ولادت ۱۱۹۱ھ میں ہوئی اور تقریباً ۷۵ سال کی عمر پا کر ۲۴ر محرم ۱۲۶۵ھ کو وہ اس دنیا سے رخصت ہوئے۔ حضرت فردؔ، پھلواری شریف (پٹنہ) کی خانقاہ مجیبیہ کے سجادہ نشیں تھے اور حضرت شاہ محمد نعمت اللہ ولیؔ کے خلف و جانشیں۔ حضرت فردؔ اپنے دور کے بڑے عالم و فاضل اور صوفی بزرگ ہی نہیں گزرے ہیں بلکہ تیرھویں صدی ہجری میں، بہار کی فارسی شاعری میں بھی ان کا مقام نہایت روشن ہے۔ وہ صاحبِ دیوان شاعر تھے، فارسی میں ان کا دو مطبوعہ ضخیم دیوان موجود ہے۔ حضرت فردؔ نے فارسی کے علاوہ اردو میں بھی اشعار کہے ہیں۔ اردو کے مشہور شاعر حضرت غلام علی راسخؔ عظیم آبادی، حضرت شاہ ابوالحسن فردؔ ہی سے مرید تھے۔ حضرت فردؔ پھلواروی نے مختلف رنگ میں فارسی غزلیں کہی ہیں۔ وہ خواجہ حافظ کے پیرو اور شیدائی تھے اور ان کی فکر و فن کی کامیاب تقلید کی ہے۔ انھیں ''حافظ ہندی'' بھی کہتے ہیں۔ ان کے کلام میں عشق و تصوف اور حکمت و معرفت کے مضامین بکثرت ملتے ہیں اور کلاسیکی شاعری کے امتیازات پوری طرح نمایاں ہیں۔ آسان اور چھوٹی بحر میں کہی گئی ایک غزل، یہاں شاملِ نصاب ہے۔

غزل

چہ گویم بہ وصف کلام کسی
کہ جان بخش آید پیامِ کسی

مجنبان صبا، شاخِ سرو چمن
کہ یاد آیدم آن سلامِ کسی

مدہ پندم از یادِ او ناصحا
کہ دارد مرا زندہ نامِ کسی

چہ گوئی ز فصلِ بہار ای صبا
کہ نتوان رھائی ز دامِ کسی

بہ از صبح نو روز باشد مرا
سوادِ سرِ زلف و شامِ کسی

برفتارِ خود کبک چندان مناز
ز خود رفتہ ام از خرامِ کسی

مگر فردؔ در عشق خامی ھنوز
کہ پختہ نشد از تو خامِ کسی

(فردؔ پھلواروی)

مشکل الفاظ کے معانی

وصف	=	خوبی، تعریف (جمع: اوصاف)
وصف کردن	=	تعریف کرنا، بیان کرنا
جان بخش	=	زندگی بخشنے والا، نئی زندگی دینے والا
مجنبان	=	(جنبانیدن سے فعل نہی) مت ہلاؤ
صبا	=	ہوا، پُروا ہوا، صبح کی ہوا
شاخ	=	ڈالی
سرو	=	ایک مشہور درخت کا نام
یاد آیدم (یاد+آید+م)	=	مجھے یاد آتا ہے
از یاداو پندم (پند+م) مدہ	=	مجھے اس کی یاد سے (باز آجانے کی) نصیحت مت کرو
ناصحا (ناصح + الف ندا)	=	اے نصیحت کرنے والے
فصل بہار	=	پھولوں کا موسم
دام	=	پھندا
بہ	=	اچھا
نوروز	=	ایرانی سال کے ماہ فروردین کا پہلا دن جو ایرانیوں کی عید کا دن ہے اُسے عید نوروز کہتے ہیں۔ ایرانیوں کی سب سے بڑی عید ''نوروز'' ہی ہے۔ مراد ہے نئے سال کا پہلا دن، خوشی اور عیش و بہار کا دن۔
مرا (من+را)	=	میرے لیے، مجھ کو
سواد	=	سیاہی
رفتار	=	چال
کبک	=	چکور
چندان	=	اتنا، مراد ہے حد سے زیادہ
مناز	=	(نازیدن سے فعل نہی) ناز مت کرو، مت اِتراؤ

خود رفتہ	=	بے خود، مدہوش، بے خبر، اپنے آپ سے کھویا ہوا
خرام	=	چال، ناز و انداز کی چال، ٹہلنے کا انداز
خامی (خام+ای)	=	تم کچے ہو، مراد ہے ناقص و ناتجربہ کار ہو
مگر	=	شاید
پختہ	=	پکا ہوا، مراد ہے کامل، تجربہ کار
خام	=	کچا، یہاں مراد ہے خامی، کمزوری
خام پختہ شدن	=	خامی دور ہونا

غور کرنے کی باتیں

- شاعری میں بیان کا ایک طرز وہ بھی ہوتا ہے جسے "تجاہل عارفانہ" کہا جاتا ہے یعنی "جان بوجھ کر انجان بننا"۔ اس پوری غزل میں شاعر نے اسی طریقے سے کام لیا ہے۔ ردیف کے لفظ "کسی" پر غور کرنے سے یہ بات اچھی طرح سمجھ میں آسکتی ہے۔ شاعر جانتا ہے کہ وہ جس کے بارے میں کہہ رہا ہے وہ کوئی اور نہیں، اس کا محبوب ہی ہے۔ پھر بھی انجان بن کر لفظ "کسی" کا استعمال کرتا ہے۔
- عام صورت یہ ہے کہ قافیہ کی جگہ پر کوئی اسم ہوتا ہے اور ردیف کی جگہ پر جو لفظ آتا ہے وہ کوئی فعل ہوتا ہے، لیکن اس غزل میں "کسی" کو ردیف بنایا گیا ہے جو "ضمیر تنکیری" ہے۔
- مطلع میں حضرت قرد نے کہا ہے کہ کسی کے یعنی محبوب کے کلام کی تعریف میں کیا کہوں کہ اس کا پیغام زندگی بخشنے والا ہے۔ اس کا مقصد محبوب کے کلام اور پیام کی خوبی و تاثیر کا اظہار ہے۔ "چہ گویم" (کیا کہوں؟) سے اندازہ ہو جاتا ہے کہ اس اظہار میں شاعر کی حیرت بھی شامل ہے۔ دوسرے شعر میں صبا سے شاعر نے کہا کہ تم سروِ چمن کی ڈالیاں نہ ہلاؤ کہ مجھے کسی کا وہ سلام کرنا یاد آجاتا ہے۔ اس شعر میں ادا سے جھک کر محبوب کے سلام کرنے کی جیتی جاگتی تصویر کھینچ دی گئی ہے۔ شاعر کہنا چاہتا ہے کہ محبوب کی وہ ادا سرو کی لچکتی ڈالیوں سے زیادہ حسین ہے۔ تیسرے شعر میں نصیحت کرنے والے سے مخاطب ہو کر شاعر نے کہا ہے کہ تم مجھے محبت چھوڑنے کی

نصیحت مت کرو، اس لیے کہ کسی کا نام ہی ہے جو مجھے زندہ رکھتا ہے یعنی عاشق محبوب کی یادیں اور باتیں بھلا نہیں سکتا کیوں کہ محبت ہی اس کی زندگی ہوتی ہے۔ چوتھے شعر میں بادِ صبا سے خطاب ہے کہ تم فصلِ بہار کے بارے میں کیا کہہ رہی ہو، یعنی پھولوں کے موسم کی جو خوبیاں تم بتا رہی ہو وہ میرے لیے بے اثر اور بیکار ہے کہ میں کسی کے پھندے سے رہا نہیں ہو سکتا یعنی عاشق کے لیے محبت کی قید میں ہونا، پھولوں کے موسم میں آزاد ہونے سے کہیں بہتر ہے۔ پانچویں شعر میں حضرت فرد نے بحیثیت عاشق کہا ہے کہ کسی کی زلف، یعنی زلفِ محبوب کی سیاہی اور شام یعنی دیارِ محبوب کی شام، میرے لیے نوروز کی صبح اور سپیدی سے زیادہ بہتر ہے۔ اس کا مقصد محبوب کے حسن، اس کی نزدیکی اور اس کے دیار و دربار کی تعریف کا اظہار ہے۔ چھٹے شعر میں چکور سے کہا گیا ہے کہ تم اپنی چال پر ناز مت کرو کیوں کہ میں کسی کی ناز بھری چال سے بےخود ہو رہا ہوں۔ اس کا مدعا محبوب کے خرامِ ناز کی تاثیر بتانا ہے۔ مقطع میں شاعر در پردہ خود سے مخاطب ہے اور اس نے کہا ہے کہ شاید اب تک تمھاری محبت ہی میں کمی رہی اس لیے کسی کی کی تم سے دور رہتے ہوں۔ اس کا مقصد در پردہ محبوب کی بے توجہی کا شکوہ ہے مگر شاعر نے یہ مضمون بظاہر اس انداز سے لایا ہے کہ وہ خود ہی کو محبوب کے رویہ کا ذمہ دار ٹھہراتا ہے۔

- شعر میں ایسے الفاظ آتے ہیں جو ایک دوسرے کی ضد ہوتے ہیں۔ اسے صنعت ''تضاد'' کہا جاتا ہے۔ اس کی مثال پانچویں شعر میں موجود ہے جہاں ''صبح'' کا لفظ بھی استعمال ہوا ہے اور ''شام'' کا لفظ بھی۔
- شعر میں ایسا دو لفظ آسکتا ہے جس میں ایک حرف کا فرق ہو، یعنی ایک حرف زیادہ ہو، اس کو ''تجنیسِ زائد'' کہتے ہیں۔ غزل کے مقطع میں اس کی مثال لفظ ''خام'' اور ''خامی'' کے استعمال سے سامنے آتی ہے کہ ''خام'' (خ ا م) سے ''خامی'' (خ ا م ی) میں ایک آخری حرف یعنی ''ی'' زیادہ ہے۔
- شعر میں ایسی صورت ہو سکتی ہے کہ حرف پر اگر نقطہ ہو تو اوپر ہی ہو۔ اسے ''فوق نقاط'' کہتے ہیں۔ غور کریں کہ غزل کے تیسرے شعر کا مصرع ''کہ دارو مرا زندہ نام کسی'' میں یہی صورت ہے۔ اس غزل کے چوتھے، پانچویں اور چھٹے اشعار کے دوسرے مصرعوں میں بھی ''فوق نقاط'' ہیں۔ یاد رہے کہ ''فوق نقاط'' کی ضد ہے ''تحت نقاط'' کہ اگر حرف پر نقطہ ہو تو حرف کے نیچے ہی ہو اور اگر نقطہ والے کسی حرف کا استعمال نہ ہو تو اسے ''غیر منقوط'' کہتے ہیں اور اسی کا نام ''مہملہ'' بھی ہے، یعنی بغیر نقطہ والا۔

معروضی سوالات

۱- فردؔ پھلواروی کا نام کیا ہے؟
۲- فرد کا سالِ ولادت لکھیے۔
۳- فرد کی عرفیت بتائیے۔
۴- فرد نے کب وفات پائی؟
۵- غلام علی راسخؔ کون ہیں؟
۶- فردؔ کس کے خلف و جانشیں تھے؟
۷- اس غزل میں فردؔ نے کون سا انداز اپنایا ہے؟
۸- سرو کی ڈالی، ہوا کے جھونکے سے لچکتی ہے تو شاعر کو کیا یاد آتا ہے؟
۹- ''کسی'' کیسی ضمیر ہے؟
۱۰- چکور سے شاعر نے کیا کہا ہے؟
۱۱- ''نوروز'' کیا ہے؟
۱۲- شاعر نے صبا کو کس بات سے منع کیا ہے؟
۱۳- ''مہمل'' کا مطلب کیا ہے؟

تفصیلی سوالات

۱- فردؔ پھلواروی کے حالاتِ زندگی اور شاعری پر روشنی ڈالیے۔
۲- درج ذیل کے مصدر بتائیے:

گویم دارد بُرد باشد

۳- تشریح کیجیے:

چہ گویم بہ وصف کلامِ کسی — کہ جان بخش آید پیامِ کسی

مجنبان صبا، شاخ سرو چمن — کہ یاد آیدم آن سلامِ کسی

بہ از صبح نو روز باشد مرا — سوادِ سرِ زلف و شامِ کسی

برفتارِ خود کبک چندان مناز　　　　ز خود رفتہ ام از خرامِ کسی

مشق

۱- غزل میں آنے والی اضافت کی ترکیبیں جمع کیجیے اور ان کے معنی لکھیے، جیسے فصلِ بہار: بہار کا موسم۔

۲- غزل سے فوقِ نقاط مصرعے ڈھونڈیے۔

۳- غزل میں استعمال ہونے والے فعل نہی یکجا کیجیے اور ان کے معنی لکھیے۔

۴- درج ذیل خاکہ کی خانہ پُری کیجیے:

گوئی —— فعل ....
　　　　 صیغہ ....

رفتہ ام —— فعل ....
　　　　 صیغہ ....

پختہ نشد —— فعل ....
　　　　 صیغہ ....

۵- چکور کے بارے میں معلومات یکجا کیجیے۔

ABDIEL SOLUTIONS ABSOL PATNA

نظم

نظم فارسی کی ایک نئی صنف شاعری ہے۔ نظم عربی زبان کا لفظ ہے جو اصطلاحی لحاظ سے کبھی نثر کے مقابلے میں اور کبھی غزل کے مقابلہ میں استعمال ہوتا ہے یعنی جو چیز نثر نہیں ہے وہ بھی نظم ہے اور جو چیز غزل نہیں ہے وہ بھی نظم ہے۔ اس طرح نظم کا دائرہ بہت پھیل جاتا ہے۔ نظم کے مقابلہ میں نئ نظم سے ہماری مراد، ایسی شعری تخلیق ہوتی ہے جس میں کسی خاص موضوع کو لے کر نئے دور کی زندگی اور اس کے معاملات و مسائل کی ترجمانی کی گئی ہو۔ اس طرح فارسی شاعری کا جدید دور جدید نظموں کے فروغ کا دور قرار پاتا ہے۔ نظم کا بہر حال ایک موضوع ہوتا ہے۔ اس میں ایک مرکزی خیال ہوتا ہے۔ بیان میں ربط اور تسلسل ہوتا ہے۔ خیال آہستہ آہستہ آگے بڑھتا ہے اور اوج تک پہنچتا ہے۔ فارسی نظم صرف قدیم انداز کے شاعروں کی احسان مند نہیں ہے بلکہ جدید دور نے پروان چڑھایا ہے۔ فارسی میں نظم جدید کا سرمایہ نظریات، موضوعات، فن اور ہیئت غرض کہ ہر لحاظ سے رنگا رنگی اور حسن و بلندی رکھتا ہے۔

فریدون تولّلی، عارف قزوینی، بہار خراسانی، فرخی یزدی، ایرج مرزا، پروین اعتصامی اور نیا یوشیج، غرض کہ بہت سارے فنکار ہیں، جنھوں نے نظم جدید کی ترقی میں نمایاں خدمتیں انجام دی ہیں۔ اس نصابی کتاب میں ایرج مرزا اور پروین اعتصامی کی ایک ایک نظم شامل ہے۔

ایرج مرزا

ایرج مرزا

ایرج مرزا جدید فارسی شاعری کا ایک ممتاز نام ہے۔ ان کا تعلق شاہی خاندان سے تھا۔ ایرج مرزا، غلام حسین مرزا کے صاحبزادے اور قاچاری بادشاہ فتح علی شاہ قاچار کے پوتے تھے۔ ایرج کا لقب ''جلال الممالک'' ہے۔ وہ ۱۸۷۴ء میں تبریز میں پیدا ہوئے اور اپنے وطن میں ہی فارسی عربی اور انگریزی کی تعلیم حاصل کی۔ وہ ان زبانوں کے علاوہ روسی، ترکی اور فرانسیسی میں بھی مہارت رکھتے تھے۔ وہ حکومت کے اہم عہدوں پر مامور رہے اور وزارت تعلیم میں خصوصیت سے نمایاں خدمتیں انجام دیں۔

ایرج مرزا کو ملکی اور سیاسی خدمتوں کے ساتھ شروع سے ہی شعر و شاعری سے بھی دلچسپی رہی۔ وہ ابھی ۱۹ برس ہی کے تھے کہ انھیں ''ملک الشعرا'' کا خطاب ملا۔ اس کے علاوہ انھیں ''صدر الشعرا'' اور ''فخر الشعرا'' کا لقب بھی عطا کیا گیا تھا۔ انھوں نے پچاس سال کی عمر پائی۔ ۱۹۲۴ء میں تہران میں اچانک حرکت قلب بند ہو جانے کی وجہ سے ان کا انتقال ہوگیا۔

ایرج مرزا کی زندگی کا آخری دس سال ان کی شاعری کا بہترین زمانہ مانا جاتا ہے۔ وہ نہایت سادہ زبان میں شعر کہتے تھے اور ہمیشہ آسان اور بول چال کے الفاظ روز مرہ اور محاوروں سے اپنی شاعری میں کام لیتے تھے۔ ''رحم کردن'' ان کی مشہور طنزیہ نظم ہے۔ ان کی ایک اور مشہور نظم کا عنوان ہے ''زہرہ و منوچہر''۔ انھوں نے کئی مثنویاں بھی لکھی ہیں۔ جیسے ''یادداشت ایام حیات''، ''وصیت نامۂ ادبی'' اور ''انقلاب ادبی''۔ ایرج نے صرف بڑوں کے لیے نہیں بچوں کے لیے بھی خوبصورت نظمیں لکھی ہیں۔ ان کی مشہور تخلیق ''مادر'' اس نصابی کتاب میں شامل ہے۔

(۱)

مادر

گویند مرا چون زاد مادر
پستان بدهن گرفتن آموخت

شبها بر گهوارۂ من
بیدار نشست و خفتن آموخت

دستم بگرفت و پا به پا برد
تا شیوۂ راه رفتن آموخت

لب خند نہاد بر لب من
بر غنچۂ گل شگفتن آموخت

یک حرف و دو حرف بر زبانم
الفاظ نہاد و گفتن آموخت

پس هستیِ من ز هستیِ اوست
تا هستم و هست دارمش دوست

(ایرج مرزا)

مشکل الفاظ کے معانی

مادر	=	ماں
پستان	=	چھاتی
دھن	=	منہ
بر	=	نزدیک، پاس، پر
گاھوارہ / گھوارہ	=	جھولا، بچوں کا پالنا
بیدار	=	ہوشیار، جاگا ہوا
بیدار نشستن	=	جاگتے رہنا
دستم (دست + ام)	=	میرا ہاتھ
پا بہ پا	=	پاؤں پاؤں
پا بہ پا بردن	=	پاؤں پاؤں چلانا
تا	=	یہاں تک کہ، تک، تا کہ
شیوہ	=	طریقہ
راہ رفتن	=	راستہ چلنا
لب	=	ہونٹ
لب خند	=	مسکراتے ہونٹ، مسکان بھرے ہونٹ
لب بر لب نہادن	=	ہونٹ چوم لینا، منہ چوم لینا
غنچہ	=	کلی
گل شگفتن	=	اچھی طرح کھلنا، خوب کھلنا
گفتن	=	بولنا، بات کرنا، کہنا
هستی	=	وجود
دوست داشتن	=	پسند کرنا
دوست دارمش (دارم+ش)	=	میں اس کو پسند کرتا ہوں

غور کرنے کی باتیں

❖ آپ نے ایرج مرزا کی نظم ''مادر'' پڑھی۔ اس خوبصورت نظم میں شاعر نے ماں کی محبت اور اس کی عظمت و بزرگی کے بارے میں بتایا ہے کہ وہ کس طرح بچہ کو آہستہ آہستہ ایک ایک چیز سکھاتی ہے اور اس کے لیے بڑی سے بڑی تکلیف اٹھاتی ہے۔ یہاں شاعر نے کہا ہے کہ ماں نے مجھے جنم دیا۔ چھاتی سے دودھ پینا سکھایا۔ خود میرے جھولے کے پاس رات بھر جاگتی رہی اور مجھے سونا سکھایا۔ میری انگلی پکڑ کر مجھے پاؤں پاؤں چلنا سکھایا اور مجھے راستہ چلنے کا ڈھنگ بتایا۔ میرے ہونٹوں پر اپنے مسکراتے ہونٹ رکھ کر مجھے ہنسنا مسکرانا سکھایا۔ ایک ایک، دو دو حرف کر کے مجھے لفظوں کو بولنا اور بات کرنا سکھایا۔ میرا وجود ماں ہی کے وجود سے ہے۔ میں اس کو پسند کرتا ہوں اور پسند کرتا رہوں گا۔

❖ شاعر نے یہ نظم اپنی ذات اور اپنی ماں کے حوالہ سے لکھی ہے۔ آدمی اپنے بچپن کا حال دوسروں سے ہی سنتا ہے اس لیے شاعر نے یہ نظم ''گویند'' سے شروع کی ہے۔ اس نظم کا مقصد ہمیں یہ بتانا ہے کہ ہم ماں سے محبت کریں اور زندگی بھر اس کے احسان اور اس کی قربانیوں کو نہ بھولیں۔

❖ نظم کا ایک مصرع ہے ''شب ھا بر گہوارۂ من''، اس میں لفظ ''بر'' پر غور کریں۔ ''بر'' پری پوزیشن کے طور پر آتا ہے تو ''پر'' کا معنی دیتا ہے لیکن یہ لفظ صرف پری پوزیشن نہیں ہے بلکہ اسم بھی ہے۔ اور جب اسم کے طور پر آتا ہے تو یہ نزدیک، پھل، جسم جیسے معنی دیتا ہے۔ اس مصرع میں لفظ ''بر'' اسم کے طور پر آیا ہے اور نزدیک کے معنی دیتا ہے۔

معروضی سوالات

۱- ایرج مرزا کا تعلق کس خاندان سے تھا؟

۲- ایرج مرزا کا لقب کیا تھا؟

۳- ایرج مرزا کی مشہور نظم کا نام بتائیے۔

۴- ایرج مرزا کی مشہور مثنویاں کون سی ہیں؟

۵- نظم ''مادر'' کو شاعر نے ''گویند'' سے کیوں شروع کیا ہے؟
۶- ''شبہا بر گہوارۂ من'' میں ''بر'' کے کیا معنی ہیں؟
۷- ایرج مرزا کی ولادت کا سال بتائیے۔
۸- ایرج مرزا کی وفات کہاں ہوئی؟
۹- ایرج مرزا کس کے پوتے تھے؟
۱۰- ترتیب دیجیے:

ایرج مرزا   فتح علی قاچار   غلام حسین مرزا

تفصیلی سوالات

۱- نظم جدید پر مختصر نوٹ لکھیے۔
۲- ایرج مرزا کے حالات زندگی اور شاعری پر مختصر نوٹ لکھیے۔
۳- نظم ''مادر'' کا خلاصہ لکھیے۔
۴- درج ذیل اشعار کا مطلب بیان کیجیے۔

شبہا بر گہوارۂ من
بیدار نشست و خفتن آموخت

پس ہستیِ من ز ہستیِ اوست
تا ہستم و ہست دارمش دوست

۵- درج ذیل محاوروں کے معنی لکھیے:

بیدار نشستن   پا بہ پا بردن   راہ رفتن   دوست داشتن   گل شگفتن

مشق

۱- نظم ''مادر'' سے ان لفظوں کو جمع کیجیے جو اعضائے انسانی کے نام ہیں، جیسے زبان، دہن اور ان لفظوں کے معنی لکھیے۔
۲- اس نظم میں آنے والے مصادر یکجا کیجیے اور ان کے معنی لکھیے۔

۳- گردان مکمل کیجیے:

هست				هستم	

۴- ذیل کے خاکے کو پُر کیجیے:

ایرج مرزا

نام:..............................

لقب:..............................

خاندان:..............................

والد کا نام:..............................

دادا کا نام:..............................

سالِ ولادت:..............................

جائے ولادت:..............................

سالِ وفات:..............................

جائے وفات:..............................